رجسٹرڈ انگلینڈ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۱

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... ۔۔ے
ششماہی .... ۔۔ہے
سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ
سالانہ .... ۔۔ے
ششماہی .... ۔۔ہے
سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴؍)

قیمت فی پرچہ (۲؍)

جلد ۳ | ۲۱ اردی بہشت ۱۳۵۳ ف | ۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ | ۲۵ مارچ ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۱۲

بنگال میں مہاسبھا کی ریشہ دوانیاں

قحط سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش

ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر پی سی جوشی نے بنگال کی صورت حال پر ایک طویل مضمون شائع کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاسبھا بنگال کے قحط سے کس طرح سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ذیل میں اس مضمون کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۴۳ء میں بنگال اور بنگال سے باہر محبان وطن کے قدم جموں اور ہمت جنہوں نے انہیں یہ سوچ کر خوشی ہوتی ہے کہ پچھلے سال ہم کافی آگے بڑھے ہیں۔ قدرتی طور پر ان کے دماغ میں دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منزل پر پہنچنے میں ابھی کتنی دیر ہے اور آج ہم اگست کو دیکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ہماری دشمنی دور ہو رہی ہے۔ ہمارے سامنے منظر یہ ہے کہ ایک طرف بھوک اور موت کے علاوہ کس مپرسی کے عالم میں ہیں دوسری طرف حکومت اس پر تل گئی ہے کہ غلے کے سوال پر ایک صاف پالیسی اختیار کرنے سے گریز کرے۔ دوسری طرف ہماری خود اعتمادی کا سرمایہ اور مجبوری کی تنگی دور نہ ہونے کے باعث زوال ہو رہا ہے۔

یہ ہیں وہ تحریکیں جو بنگال کی تحریک سے پیدا ہوئی ہیں صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ہمیں کے خلاف سینہ سپر ہونے سے خود وطن پرست ہندوستان کا توازن بگڑ رہا ہے اور بیمار ہو گیا ہے۔ آج ہماری جو حکومت ہے وہ پردہ حکومت ڈالے ہوئے ہے۔ آج میدان کی پالیسی کی بیماری ہے جو ہم کو اپنے وطن سے جوڑ رہی ہے اس کی سب سے اچھی مثال ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی کی تحریک ہے۔ گزشتہ سال ان کی بنگال ریلیف کمیٹی کا طرز عمل بڑا تھا۔ اب بہت سے باقی پارٹیوں کو سوال چھوڑ کر اور ڈاکٹر مکرجی

پنڈت رام نے کام کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی ہے اور بنگال ریلیف کمیٹی کا کام بڑھ رہا ہے جس میں ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی کی ریلیف کمیٹی کو چھوڑ کر اور سب جماعتیں شریک ہیں۔ اس کی بھی ایک دردناک کہانی ہے۔ ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی بنگال ریلیف کمیٹی بنا کر اس فکر میں تھے کہ ایک طرف کام ان میں کو بند کر جائیں اور دوسری طرف اپنی چھپی ہندو کرنے مسلم بنیا وزارت کو تباہ کر دیں۔ اب اسی پالیسی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ انہیں ذلت اٹھا کر سب کمیٹیوں کی ماتحتی گوارا کرنی پڑی ہے۔

صورت یہ تھی کہ قحط کے شروع میں ہم کمیونسٹ خود بنگال کے لئے چندہ جمع کرتے اور ڈاکٹر شیام پرشاد کو بھیجتے تھے ہم سوچتے تھے کہ اگر ریلیف کا کام کرنا ہے تو ان کی کمیٹی مرکز بن سکے گی اور ہمیں یقین تھا کہ بنگال کے کمال سب لوگ مل کر کام کو آگے بڑھائیں گے لیکن شدہ شدہ ہماری آنکھوں نے دیکھا ڈاکٹر صاحب کی ریلیف کمیٹی میں نہ ہماری کچھ سنی جاتی ہے نہ مسلم لیگ کی جگہ اور صورت وہی ہے جو ہم کو ڈیکھنے میں پہلے جا رہے تھے کہ ہم لوگ فرق دیتے ہیں کہ ہندو مہاسبھا کو ہی ریلیف کا چندہ دینا چاہئے گروہ اور جو کام کرنے سے مسلم لیگ اور کمیونسٹوں سے کسی کو کوئی غرض نہیں

انہیں اپنے ساتھ ملا لو۔ ایسی صورت میں ہم نے بدرجہ مجبوری عوامی ریلیف کمیٹی بنائی تاکہ ہر خیال اور جماعت کے آدمی مل کر کام کر سکیں چنانچہ لوگوں نے ہمارا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور اس کا صدر شیر بنگال جیسے پرجا کرشک پارٹی کے بانی میاں فضل الحق میاں جیسے مسلم لیگی ترقی پسند ہے۔ لیکن یہ ہوئیں جیسے بڑے لوگ بھی پتا چلتے ہیں کہ کانگریس اور اشتراکی پارٹی کے ادیب اور مزدور لیڈر شیخ آبادی جیسے نام اور اخبار نگار۔ اور چھوٹے دریا اور چھکو رتی کی حیثیت کے پروفیسر اور اہل علم شریک ہوئے۔ ڈاکٹر شیام پرشاد کے ہوا خواہوں نے اسے کمیونسٹ نام دے کر بدنام کرنے کی کوشش کی اور اپنے لاکھوں کے فنڈ کے مقابلہ میں ہمارے کم سرمایہ پر ہنسے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ سب سے اور ہر محبان وطن کو سمجھتے ہیں کہ اس کار خیر میں ہر فرقہ بندی سے خالی الذہن ہو کر ہی شریک ہونا چاہئے۔ ہم نے بار بار اور جگہ جگہ لوگوں کو بلایا اور بالآخر ہمیں اس کا پھل ملا یعنی ہمارے بھیک دل ہزاروں کا سرمایہ بڑھتے بڑھتے جنوری کے مہینے میں

(بقیہ صفحہ ۹)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳ | ۲۱ اردی بہشت ۱۳۵۳ ف | نمبر ۵

موجودہ تاریکی میں روشنی کی ایک کرن

ہم نے بارہا عرض کیا ہے کہ لسانی، تمدنی یا فرقہ وارانہ بنیادوں پر سیاسی اداروں کی تشکیل ہندوستان کے لئے عموماً اور حیدرآباد کے لئے خصوصاً مضر اور غلط ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ اس نظریہ کے تحت حیدرآباد کے آندھرا، مہاراشٹرا اور کرناٹک کانفرنسوں نے اپنی ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی ہے جو ان تینوں اداروں کے نقطۂ نظر اور طریقۂ کار میں ربط اور ہم آہنگی پیدا کرتی رہے گی۔ ممکن ہے کہ یہ تینوں ادارے بالآخر ایک ادارے کی صورت میں اپنے آپ کو ضم کر دیں۔ یہ ایک صحیح اور مناسب عمل ہوگا۔ تاہم موجودہ اقدام بھی خوش آئند ہے۔ ربط اور ہم آہنگی قائم کرنے کے اس رجحان کو وسعت دے کر اگر یہ تینوں ہندو ادارے مجلس اتحاد المسلمین، ہندو مہاسبھا، مزدور اور اچھوت اقوام کو بھی دعوت اشتراک دیں تو ہو سکتا ہے ایک دیرینہ خواب کی تعبیر مل سکے گی اور ایسے مشترکہ ادارے کی سفارشات حکومت کے نزدیک قیمتی اور قابل لحاظ ہوں گی کیونکہ ملک کے ہر فرقہ اور ہر مکتب خیال کی متفقہ سفارشات ہوں گی۔ ایسے ادارے کی سفارشات نہ تو انتہا پسند ہوں گی اور نہ رجعت پسند۔ وہ معتدل، قابل عمل اور سب کے لئے قابل قبول ہوں گی۔ ایسا ادارہ عوام کے لئے حقیقتاً مفید ہوسکتا ہے اگر وہ قدرے کامیاب ہو تو بہت جلد ایک قومی محاذ ادارہ کی حیثیت حاصل کرے گا۔

حسن اتفاق سے اس جدید مشترکہ کمیٹی کے معتمد ایک ایسے پبلک کارکن ہیں جو بالطبع انتہا پسند نہیں ہیں۔ اور جن کی عمر کا کافی حصہ ہندو مسلم اتحاد اور قوم پرستی کے پرچار میں گذرا ہے۔ مولوی بہادر خاں صاحب سے مسٹر نرسنگ راؤ نے ہندو مسلم مفاہمت کے سلسلہ میں ابھی کامیاب گفتگو کی تھی لیکن منزل تک پہونچنے کے لئے صرف دو چار قدم کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ اپنی فرقہ بندی سے مسٹر نرسنگ راؤ نے ہندو حلقوں میں بھی ایک مقام پیدا کر لیا ہے۔ خود مولوی بہادر خاں صاحب نے پبلک اور خانگی مواقع پر ان کی مصالحت پسندی کی داد دی ہے۔ اس مشترکہ کمیٹی کے جنرل سکریٹری کے عہدہ پر مسٹر نرسنگ راؤ کا نام دیکھ کر ہمارے دل میں ہندو مسلم مفاہمت کی پھر امید پیدا ہونے لگی اور ہم نے خیال کیا کہ اگر مسٹر نرسنگ راؤ اب بھی مخلصانہ کوشش کریں تو کوئی تعجب نہیں کہ وہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔ اگر مسٹر نرسنگ راؤ نے اپنے قدیم اور معلنہ مسلک سے انحراف نہیں ہونے دیا تو ہمیں یقین ہے کہ وہ ایک بار پھر مخلصانہ کوشش کریں گے اور اس مقصد کو صحیح معنوں میں حاصل کریں گے جو اس مشترکہ کمیٹی نے اپنے حالیہ اعلان میں ان الفاظ میں واضح کیا ہے:-

"ایک عرصہ سے ایک ایسے مشترکہ ادارہ کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے جو اہل حیدرآباد کے مشترکہ اور اجتماعی مسائل اور مقاصد میں اتحاد اور ہم آہنگی اور ان کے مسلک اور پروگرام میں یکسانیت قائم کرے۔"

ظاہر ہے کہ ہندو مسلم مفاہمت کے بغیر یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش مفاہمت میں ہمیں کامیابی کی اس لئے توقع ہے کہ اختلافات ناقابل حل نہیں ہیں بلکہ بعض فروعی ہیں اور بعض جذباتی۔

موجودہ غذائی مسئلہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ اس اہم مسئلہ کی حد تک ہندو مسلم مفادات ایک ہیں خواہ وہ عام صارفین کے ہوں یا ذخیرہ بازوں کے۔ یہی حال اکثر معاشی مسائل کا ہے۔ کاشتکار خواہ ہندو ہو یا مسلمان ایک ہی رنگ میں سوچتا ہے۔ سرمایہ دار، جاگیردار اور مزدور اپنے اپنے مفاد کے متعلق ایک ہی نقطۂ نظر سے سوچتے ہیں۔ خالص سیاسی مسائل میں بھی اکثر ایسے ہیں جن میں دو رائے کی گنجائش نہیں ہے۔ مثلاً

(۱) حیدرآباد ایک سیاسی وحدت کی حیثیت سے قائم و برقرار رہے جو ہر قسم کی بیرونی مداخلت سے آزاد ہو کر اپنے مسائل کو آپ سلجھانے کا حق اپنے اندر رکھے۔

(۲) اقتدار اعلیٰ کی ہستی کو سیادت حاصل ہے ہر حیدرآبادی کو اس وجہ سے عزیز ہے کہ وہ کسی قیمت پر اس نعمت سے محروم ہونے کے لئے تیار نہیں۔

(۳) ذمہ دارانہ حکومت سے متعلق ہر حیدرآبادی کی یہ خواہش ہے کہ حکومت کی پالیسی مفاد عامہ پر مبنی ہو اور پالیسی کی تشکیل میں عوام کے منتخب نمائندوں کو مؤثر آواز حاصل رہے۔

اب اختلافات یہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ ایک جماعت چاہتی ہے کہ حضرت بندگان اقدس انہی افراد کو حیثیت وزیر منتخب فرمائیں جو مقننہ میں اکثریت رکھتے ہیں۔ دوسری جماعت سمجھتی ہے کہ صوابدید شاہانہ کو محدود کر دینا نہ صرف خلاف احترام بلکہ اقتدار شاہانہ کے منافی ہے۔ اس سے وزراء کے انتخاب میں صوابدید شاہانہ کو شرائط اور قیود سے مکلف نہیں کیا جاسکتا۔ ان نظری اختلافات کے باوجود دونوں جماعتیں ایک مسئلہ پر متفق ہیں اور وہ یہ ہے کہ وزراء کا انتخاب اور تقرر حکومت ہند کے غالب یا سرکاری مشورہ سے بے نیاز رہے۔ اول الذکر جماعت جو مقننہ میں اکثریت رکھنے والے لیڈروں کو وزراء کی حیثیت سے چلانا چاہتی ہے اپنے مطالبہ کو ذمہ دارانہ حکومت کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ حیدرآباد میں رائج الوقت مفاد رعایا کے مفاد سے مختلف نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ جہاں اکثریت اور اقلیت کی بنیاد فرقہ داری ہو وہاں پارلیمانی جمہوریت سرسبز نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ حیدرآباد کی ہندو سیاست کا گذشتہ بیس سالہ ریکارڈ ایسا نہیں رہا جو مسلم اقلیت میں ہندو کارکنوں سے متعلق اعتماد اور اطمینان کے جذبات پیدا کرسکے۔ ہندو لیڈروں کی تنگ نظری، مبالغہ آمیزی، حقائق کو مسخ کرنے سے گریز نہ کرنا، پروپگنڈہ، حکومت کے خلاف فرقہ وارانہ بنیادوں پر ایک مسلسل شورش، آریہ سماجی کارستانیاں، جلسوں اور جلوسوں کے غیر ضروری جھگڑے، اشتعال انگیز نعرہ بازی، اور ان سب سے زیادہ بیرونی مداخلت کو بار بار دعوت دینے کی کوشش یہ سب ایسے حرکات ہیں کہ جن کے نقوش مسلمانوں کے قلوب سے شاید دیر میں مٹیں۔ چھوٹی سی بات یہ کہ زبان اردو کی (جو ہندوستان اور حیدرآباد کی مشترکہ قومی زبان رہی ہے) بیجا اور متعصبانہ مخالفت، ہندی کے نعرے جگہ جگہ، ناگری رسم خط وغیرہ وغیرہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے ہندو لیڈرشپ کی ساکھ باقی نہیں رہی۔ یہ ساری چیزیں نیا تعمیر ہو سکتی ہیں اگر ہندو لیڈرشپ یہ محسوس کرے کہ عددی اکثریت کے بل بوتے پر مذہبی جذبات کو برانگیختہ کر کے سیاسی مقاصد کی تکمیل کی کوشش بجز خونچکاں واقعات کے کوئی اور نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ اگر ہندو لیڈر اس حقیقت کو سمجھ جائیں اور ایک مکمل جامع ادارے کے مخلص کارکن بن جائیں تو کوئی تعجب نہیں کہ کل جماعتوں کی متفقہ کوشش وہ نتیجے پیدا کر سکے جو ہندو لیڈرشپ اپنی عددی اکثریت اور متعصبانہ پروپگنڈے کے باوجود پیدا کرنے سے قاصر رہی ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے مسئلہ بالکل صاف ہے۔ مسلمان یہ نہیں چاہتے کہ صوابدید شاہانہ پر کسی جانب سے شرائط و قیود عائد ہوں۔

مسلمانوں نے عربی اور فارسی کو چھوڑ کر ہندو مسلم ادب کی جامع اردو کو اپنی مادری زبان قرار دیا۔ اب وہ نہیں چاہتے کہ انہیں عربی، فارسی، انگریزی یا اردو کے علاوہ تلنگی، مرہٹی یا کنڑی پڑھنے پر مجبور کیا جائے۔ ہندو لیڈر

شپ کے مطالبات کا منشا یہی ہے۔ یہ لیڈر ذریعہ تعلیم اور دفتری زبان دونوں کو اُمہیرا، بجارا شطرا یکر اک سپ کے اعتبار سے بدلنا چاہتے ہیں اور ان کی دلی خواہش ہے کہ جامعہ عثمانیہ موجودہ صورت میں باقی نہ رہے۔ زبان کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر مسلمان بری طرح لڑ پڑیں گے۔ ان کا نقطہ نظر اس مسئلہ میں بالکلیہ قومی اور ملکی ہے کیونکہ اردو خود ایک قومی اور ملکی زبان ہے۔

حیدرآباد میں معاشی وسائل کی تقسیم کچھ اس طرح ہوئی ہے کہ جتنے منفعت بخش پیشے تھے وہ ایک گروہ کے قبضہ میں تھے اور ملازمت مسلمانوں کے قبضہ میں آئی۔ ہندو لیڈروں کا یہ مطالبہ کہ مسلمانوں کے ذریعہ معیشت میں ان کو بھی ان کی اکثریت کی مناسبت سے غالب حصہ ملنا چاہئے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا اثر رکھتا ہے کیوں کہ ملازمت سے خارج ہونے کے بعد مسلمانوں کا کوئی سہارا باقی نہیں رہتا۔ اس لئے مسلمان چاہتے ہیں کہ اُس وقت تک ان کو ملازمت سے بیدخل نہ کیا جائے جب تک حکومت ایک مقررہ اور معلنہ پالیسی کے تحت زراعت، صنعت و حرفت، تجارت اور بینک کاری میں ان کے لئے جگہ پیدا کر دے۔ یہ ایسا مطالبہ ہے جو ہر سمجھدار ہندو کی تائید کا بھی مستحق ہے۔

مقننہ میں نمائندگی کے تناسب کا سوال زیادہ مختلف فیہ نہیں ہے کیونکہ تقریباً ہر جماعت نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہم آہنگی اور توازن پیدا کرنے کے لئے دونوں فرقوں کو مساوی نمائندگی دینا از بس ضروری ہے۔

اگر ان چند فروعی مسائل سے متعلق تصفیہ ہو جائے تو ایک کل جماعتی ادارہ صورت پذیر ہو سکتا ہے۔ اگر ہندو جماعت ان مطالبات کو تسلیم کرے تو یہ اس کی شکست نہیں بلکہ جیت ہے کیونکہ مسلمان بہر حال اپنے موجودہ موقف سے پیچھے ہٹ نہیں سکتے اور اس کا وقار متاثر ہوگا۔ اگر تاریخ اور روایات کوئی چیز ہیں تو ہندو جماعت کے لئے یہ سودا کافی منفعت بخش ہے۔

اب رہ گیا پست اقوام کا مسئلہ اس کی حد تک ہندو جماعت کو چاہئے کہ اس قوم کو مساوی حقوق دے کر اپنی وسعت نظر اور فراخ دلی کا ثبوت پیش کرے۔

ہمیں امید ہے کہ مسٹر رام کشن راؤ اور ان کی مشترکہ کمیٹی ان مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے کل جماعتی ادارت کے قیام کی جانب قدم اٹھائے گی۔ اگر وہ اس جانب مائل ہوں تو اس کو چاہئے کہ مولانا مولوی میر اکبر علی خاں صاحب اور ان کی قلیل مگر مسائل پر غور کرنے والی جماعت کا تعاون حاصل کرے تاکہ یہ جماعت اس خلیج کو پاٹ کر جو ہندو جماعتوں اور مجلس اتحاد المسلمین کے درمیان حائل ہے مفاہمت کا راستہ صاف کر سکے۔ کل جماعتی اداروں کی تشکیل کی موثر صورت یہی ہے۔

جاگیرداروں میں زندگی کے آثار

نواب مہدی یار جنگ بہادر اور ... نواب شاد یار جنگ بہادر

کی دعوت پر جاگیرداروں کا جو عظیم الشان اجتماع نواب مہدی یار جنگ بہادر کی صدارت میں گذشتہ ہفتہ عمل میں آیا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ طبقہ ابھی زندہ ہے اور عمل کی صلاحیت سے محروم نہیں ہوا۔ اگر جاگیردار چاہیں تو حیدرآباد کے مختلف فرقوں، طبقوں اور مفادات کے مابین ہم آہنگی پیدا کر کے ملک کی زندگی کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں لیکن اس وقت ممکن ہے کہ یہ طبقہ زمانہ کے مشوروں کو جو "رہبر دکن" اور "رئیسٹ" سے نقل کئے گئے کچھ اہمیت دے۔

معاصر "رہبر دکن" لکھتا ہے کہ "اس معزز طبقہ کا کام ہونا چاہئے کہ زمانہ کی تبدیلی پر نظر رکھیں اور اپنے آپ کو اس کے موافق بنائیں اور اپنے آئندہ کے لئے فتور نہ پڑنے دیں۔ اگر طبقہ جاگیرداران بیدار ہو کر اپنی ذمہ داریوں سے خود واقف ہوں تو ان سے کام ہو سکے۔ جاگیردار طبقہ اپنے فرائض سے دنیا میں غافل ہو کر اپنی اولادوں کو اس نے بیکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ نظام سرمایہ داری پیدا ہو گیا مگر نوع انسانی کے لئے یہ نظام جاگیرداری سے بھی بدتر ثابت ہوا۔ اس نے ساری قوم کو مزدور و مفلس بنا دیا اور اسباب مزدوروں اور کسانوں کے لئے جگہ خالی کر رہا ہے۔ نظام سرمایہ داری مجبور ہے کہ وہ قوم میں مزدوروں اور ناداروں کی تعداد بڑھائے مگر نظام جاگیرداری اس پر مجبور نہیں ہے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں میں وہ ساری تدابیر اختیار کر سکتا ہے جو رعایا کی تعلیمی، معاشی، اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ یہی اس وقت ملک و مالک کی بہترین خدمت ہے ...... انہیں اب اپنا ایک ایسا نظام بنا لینا چاہئے کہ کوئی بڑا چھوٹا جاگیردار ان سے الگ نہ رہنے پائے۔ ان کی مجلس عاملہ آئینی صاحب نظر بنائے ہو کہ ایک طرف تو جاگیرداروں کے باہمی نزاعوں اور جھگڑوں کو جن سے وقت اور روپیہ اور اخلاق حسنہ کی بربادی اور مخاصمت کے سوا کچھ اور حاصل نہیں حتی الامکان خود چکا دیا کرے اور دوسری طرف جاگیری علاقوں میں وہ ساری ترقیاں رائج کرے جو سرکاری علاقوں میں رائج ہو رہی ہیں بلکہ اس سے بہتر طریق پر اور جاگیرداروں کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنی رعایا سے راست تعلقات قائم کریں۔ سردست تمام پسند جاگیرداروں کو فوراً ہی ان مقاصد کے حصول پر اپنی توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔"

معاصر "رعیت" تحریر کرتا ہے کہ "ہم یہ نہیں کہتے کہ جاگیرداروں کو باقی نہ رکھا جائے بلکہ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ جاگیرداران اپنے آپ کو زمانہ حال کے مطابق بنائیں۔ زمانہ حال کا تقاضا ہے کہ جاگیرات کو اپنی ملک اور آمدنی کو خانگی آمدنی خیال نہ کریں۔ انہیں یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ رعایا کے امین ہیں۔ اگر اس حیثیت سے وہ عمل کریں اور جاگیری آمدنی کا معتدبہ حصہ جاگیری رعایا کے فلاح و بہبود کے کاموں پر صرف کریں تو وہ صرف اپنے موقف کو مضبوط کریں گے بلکہ وہ اپنی تاریخی روایات کو بھی برقرار رکھ سکیں گے۔"

مولوی بہادر خاں صاحب کو مخلصانہ مشورہ

ہمیں اس خبر سے بڑی مسرت ہوئی کہ مولوی بہادر خاں صاحب

کی زبان بندی کا زمانہ ختم ہو گیا۔ مولوی بہادر خاں صاحب کو قدرت نے چند ایسی صلاحیتیں بخشی ہیں کہ ان سے بہت مفید کام لیا جا سکتا ہے۔ ان صلاحیتوں میں سے ان کی خطابت بہت اہم ہے۔ اگر مولوی بہادر خاں صاحب سارے ملک کی آواز بن جائیں تو وہ ملک کے لئے بے حد مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

مولوی بہادر خاں صاحب اپنی لب کشائی کی ابتداء اگر نزاعی مسائل کو چھوڑ کر کرتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔ ان کا خیال ہے کہ "حکمت" ان کا مخالف ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ "حکمت" ان کا دوست اور بہی خواہ ہے۔ اسی وجہ سے بعض وقت وہ ان کی بے احتیاطیوں پر معترض ہوتا رہا ہے۔ اور دوست وہی ہے جو تلخ اور کڑوی بات کہنے میں پس و پیش نہ کرے۔ مسلک اور طریقہ کار پر اعتراض کرنا ایک بات ہے اور مخالف ہونا دوسری بات۔ خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ فی الوقت جو اہم مسئلہ اہل ملک کے سامنے درپیش ہے وہ غذائی مسئلہ ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اگر ایک مخالف کی رائے مولوی بہادر خاں صاحب کے نزدیک قابل قبول ہو سکتی ہے تو ہم یہ مشورہ دیں گے کہ وہ اپنی ساری توجہ غذائی مسئلہ پر مرکوز کر دیں۔ کیا عجیب ہے کہ ایک مشترکہ مسئلہ میں ان کا انہماک انہیں سارے ملک کی آواز بنا دے جو ہماری دیرینہ تمنا ہے۔

حیدرآباد میں کپاس سے متعلق تجربات

تحقیقی کاموں پر ۴ لاکھ روپے صرف کئے گئے

کاشتکاروں کو ۵۰ لاکھ روپیہ زیادہ منافع ملا

مملکت حیدرآباد ہندوستان میں کپاس کی کاشت کا ایک اہم مرکز ہے۔ ۱۹۱۵ء میں کپاس سے متعلق تحقیقی کام شروع کیا گیا تاکہ کپاس کی ایسی بہتر قسمیں دریافت کی جاسکیں۔ جو حیدرآباد میں کاشت کے لئے زیادہ موزوں ہوں۔ گذشتہ پندرہ سال کے دوران میں یہ کام بہت کامیابی سے جاری رہا اور متعدد تحقیقی تجربوں کے بعد ایسی قسمیں حاصل کرلی گئیں جو ملک کے کاشتکاروں کے لئے بہت مفید ہیں۔ چنانچہ اب یہ سائنٹفک کپاس کی مختلف بہتر اقسام بالخصوص گورانی نمبر ۶ کی کاشت وسیع پیمانہ پر کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے انہیں گذشتہ پندرہ سال کے عرصہ میں ۵۰ لاکھ روپے سے زیادہ آمدنی حاصل ہوئی۔

مملکت حیدرآباد ہندوستان میں کپاس کی کاشت کی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اور یہاں ہر سال جس رقبہ پر کپاس کی کاشت ہوتی ہے وہ تمام ہندوستان میں کپاس کے زیر کاشت رقبہ کا دسواں حصہ ہے۔ حیدرآبادی گورانی ریشے کی خوبی اور پیداوار کی کے لئے بہت مشہور ہے لیکن بیسویں صدی کے ابتدائی ربع میں یہ محسوس کیا جانے لگا کہ اور صوبہ جات متوسط و برار کی ادنیٰ قسموں کی آمیزش ہو جانے کی وجہ سے حیدرآبادی گورانی دن بدن خراب ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں حکومت سرکار عالی نے یہ اعلان کیا کہ اضلاع بیدر اور ناندیڑ اور اضلاع پربھنی، عثمان آباد اور عادل آباد کے تعلقہ ہے زیر حفاظت علاقے ہیں جہاں ادنیٰ قسم کی کپاس کی درآمد ممنوع ہے۔ لیکن کپاس کی ترقی دینے کے لئے صرف یہی تدبیر کافی نہ تھی اور سائنٹفک طریقوں اور حیدرآبادی گورانی کپاس کی اصلاح بھی ضروری خیال کی گئی۔

کپاس میں اصلاح کرنے کا یہ کام انجام دینے کے لئے ہندوستان کی مجلس مرکزی کپاس سے مالی امداد طلب کی گئی اور مئی ۱۹۲۶ء میں اس مجلس نے حیدرآباد کے لئے تحقیقات کپاس کی ایک اسکیم منظور کی۔ اس اسکیم کے تحت پہلے پانچ سال میں جو کام انجام دیا گیا وہ زیادہ تر گورانی کی ایسی قسم حاصل کرنے پر مرکوز رہا جو نہ صرف کپڑے تیار کرنے کے لئے بہتر ہو بلکہ دھنکنے میں بھی بہتر ہو۔ پانچ سال کے تجربوں کے بعد ایسی چار قسمیں دریافت کی گئیں جو معمولی گورانی سے بہتر تھیں۔ اس کے علاوہ اس دوران میں فصل کی تقسیم پذیری اور پودوں کو تباہ کرنے والے کیڑوں اور امراض کے بارے میں بھی تحقیقات جاری رہیں۔

ملکی آبپاشی کے تحت کپاس کی کاشت:۔

۱۹۳۰ء میں اس اسکیم میں پانچ سال کی توسیع کی گئی اور اس عرصہ میں نو دریافت شدہ اور مقامی اقسام سے متعلق متعدد تجربے کئے گئے جن سے یہ معلوم ہوا کہ شمالی مشرقی خطے میں کاشت کے لئے گورانی نمبر ۶ مناسب ترین قسم ہے چنانچہ اس کی کاشت کی وسعت اور تخم کی تقسیم کا کام وسیع پیمانہ پر شروع کیا گیا اور آج تقریباً ۵ لاکھ ایکڑ رقبہ اس قسم کا زیر کاشت ہے۔ گورانی نمبر ۶ کے علاوہ مختلف اضلاع کے لئے مناسب قسمیں دریافت کرنے کے خیال سے بھی متعدد نئی اقسام حاصل کی گئیں اور تجربوں سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ رقبہ نظام ساگر میں ملکی آبپاشی کے تحت کپاس کی کاشت کی جاسکتی ہے۔

۱۹۳۰ء میں مرکزی مجلس کپاس حیدرآباد میں کپاس کی تحقیقات کی اسکیم کو مزید پانچ سال کے لئے توسیع دی جو یکم اپریل ۱۹۳۱ء سے شروع ہوئی اور اس مدت کے لئے حسب ذیل کام تفویض کئے گئے:

(۱) حیدرآباد میں کپاس کی پیداوار کو محدود کر دینے والے اسباب کا مطالعہ

(۲) گورانی کی کاشت کے لئے زیر حفاظت رقبہ کے جنوبی مغربی اور شمالی مغربی حصوں میں کاشت کے لئے مناسب قسم یا اقسام کی دریافت۔

(۳) پودوں کے امراض سے محفوظ رہنے والی گورانی کی محفوظ اقسام کی دریافت۔

(۴) گورانی نمبر ۶ اور وسیع کاشت کے لئے موزوں دوسری بہتر اقسام کے خالص تخم کی فراہمی کو برقرار رکھنے کا انتظام۔

مزید تحقیقات:۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں کپاس کی مقدار پیداوار کم ہونے کے اسباب دریافت کرنے کے لئے ناندیڑ میں کپاس کا ایک تحقیقاتی مرکز ۱۹۳۲ء میں قائم کیا گیا جہاں کاشت کے بہترین طریقوں یا رکھنی ہاری سے کاشت اور گورانی سے مناسب کھاد کے بارے میں تجربات شروع کئے گئے۔ یہ تجربے دو سال سے جاری ہیں اور قطعی نتائج تک پہنچنے کے لئے ابھی کئی سال تک یہ کام جاری رکھنا پڑا۔ زیر حفاظت رقبہ کے باقی ماندہ حصول کے لئے مناسب ترین قسمیں دریافت کرنے کے ضمن میں گذشتہ چار سال میں جو کام ہوا ہے اس کی وجہ سے جنوبی حصہ کے لئے گورانی ۴-ایم-۱۱۰ شمال مشرقی حصہ کے لئے گورانی ۱۰۶-ای-۱۳ اور وسطی کے لئے گورانی ۱۲-ایف-۲۰ بہتر قسمیں حاصل کی جاسکیں۔ گورانی ۱۲-ایف-۰ سے متعلق کاشتکاروں کے کھیتوں میں تجربات کئے جارہے ہیں۔ جو عنقریب مکمل ہو جائیں گے۔ گورانی ۴-ایم-۱۱ کی تیاری میں زیادہ وقت لگتی ہے اور گورانی ۱۰۶-ای-۳ کے پودے کا تنا بہت نازک ہوتا ہے۔ چنانچہ ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے تجرباتی کام جاری ہے۔ کپاس کی تحقیقاتی اسکیم کو جب دوسری مرتبہ توسیع دی گئی تو اس وقت پودوں کے امراض پر غالب آنے والی قسمیں بھی حاصل کی گئیں لیکن ابھی اس ضمن میں مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

تحقیقاتی اسکیم کی توسیع:۔

۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء کے لئے جو کام تفویض کیا گیا تھا وہ پورا ہوگیا لیکن ایسا کام ابھی تکمیل طلب ہے جس کے لئے طویل عرصہ تک تحقیق و تجربہ کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ان امور کی تکمیل اور گورانی کی بعض اقسام کی خامیاں دور کرنے کے خیال سے کپاس کی تحقیقاتی اسکیم اپریل ۱۹۳۶ء سے مزید پانچ سال کی توسیع دی گئی اور اب اس کا نام حیدرآبادی گورانی کی اصلاح کی اسکیم رکھا گیا ہے آئندہ پانچ سال کے دوران میں اس اسکیم کے تحت مختلف مرکزوں میں حسب ذیل کام انجام دیا جائے گا۔

مرکز تحقیقات کپاس واقع ناندیڑ:۔

(الف) ضلع ناندیڑ کے تعلقہ جات۔ ناندیڑ قندہار اور دیگلور اور ضلع پربھنی کے تعلقہ جات ہمت، بالاگھاٹ اور کلمنوری میں کاشت کے لئے موزوں قسم یا اقسام کا حصول اس رقبہ میں اوسطاً ہر سال ۵۰۰،۰۰۰ ایکڑ اراضی پر کپاس کی کاشت ہوتی ہے۔

(ب) گورانی کی مقدار پیداوار کو محدود کر دینے والے اسباب کی دریافت۔

(ج) پودوں کے امراض پر غالب آنے والی گورانی کی اقسام کا حصول۔ یہ کام ناندیڑ اور پربھنی کے تحقیقاتی مرکز اور پونہ کے زرعی کالج میں انجام دیا جائیگا

پودوں کی پرورش گاہ واقع ہسول

(الف) گورانی کی ایسی قسموں کا حصول جو گورانی نمبر ۶ سے بہتر ہو اور تعلقہ جات ہسول وغیرہ کے لئے زیادہ موزوں ہوں۔

(ب) تعلقہ مدکھیڑ ضلع ناندیڑ میں کاشت کے لئے گورانی کی مناسب قسم کی دریافت۔

(ج) ضلع عادل آباد کے تعلقہ کنوٹ، برتھانور اور عادل آباد کے لئے کسی موزوں امریکی قسم کا حصول۔

(سلسلہ صفحہ ۵)

ہندوستان کے لئے نیدرلینڈ معاشی لائحہ عمل

صنعتی ترقی کا مقصد عوام کی خوش حالی ہونا چاہئے

ہندوستان کے سربرآوردہ کارخانہ داروں نے ایک پندرہ سالہ معاشی لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔ اس اسکیم کے مصنفین نے صاف طور پر اعداد و شمار کے ذریعہ بتلایا ہے کہ دیگر ممالک کے مقابلہ میں ہندوستان معاشی اعتبار سے کس قدر پست ہے۔ ہندوستان کی غریب آبادی کو جو معاشی اور اخلاقی ترقی کے راستہ پر گامزن کرنا اس اسکیم کا نصب العین ہے۔

ہندوستان میں ۳۰ سال قبل سودیشی کی جو تحریک شروع ہوئی تھی اس سے ہندوستان کی صنعتوں کو بہت فائدہ ہو چکا۔ پھر بھی یہ تحریک نامکمل تھی اور اس کے نقائص آج اجاگر ہو رہے ہیں۔ بیرونی اشیاء کی درآمد سے ہندوستان کے صناعوں اور کاریگروں کی مہارت اور ان کے روزگار پر جس طرح اثر پڑا اسی طرح ہندوستان میں بدیسی کارخانوں کا قیام یا مغربی نمونوں پر ہندوستانی کارخانوں کا وجود ہندوستانی کاریگروں اور مہارت یافتہ مزدوروں پر مہلک اثرات ڈالنے کا باعث ہوا۔ بہ الفاظ دیگر ایک طرف صنعتوں میں ترقی ہوئی تو دوسری طرف کاریگر بے حد متاثر ہوئے۔ یہ حالات کئی سال سے پائے جاتے ہیں۔ مستقبل کے لائحہ عمل میں ایسی خرابیوں کو جگہ نہ دی جانی چاہئے ہندوستان کے صنعتی ارتقا کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اس کے کروڑہا باشندوں کی زندگی خوش حالی سے ہمکنار ہو جائے۔ ہندوستان کی ترقی کے معنی ہندوستان کے عوام کی ترقی ہونی چاہئے۔ یہ ایک صحیح اصول ہے کہ باہر سے اشیاء درآمد کرنے کے بجائے ہندوستان میں تیار کی جائیں مگر اس کے ساتھ ساتھ سرمایہ اور انتظام بھی ہندوستانیوں ہی کے ہاتھ میں ہو۔ بیرونی سرمایہ اور انتظام سے وہ نتائج نہیں پیدا ہو سکتے جن کی توقع کی جا رہی ہے۔

گزشتہ بلا صدی سے جو کاریگر اور صناع مصائب میں مبتلا رہے ہیں ان میں اکثریت مسلمانوں اور پست اقوام کی ہے۔ اگر حالات بدل دیے جائیں تو اس کا فائدہ مسلمانوں اور پست اقوام کو حاصل ہوگا۔ ہندوستان کی معاشی ترقی کے لئے جو بھی اسکیم مرتب کی جائے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ ان طبقات کو پہونچنا ہے جن کے معاشی وسائل بہت محدود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاشی ترقی کی ہر اسکیم میں دیہاتی صنعتوں کو پہلی جگہ ملنی چاہئے۔ زرعی ترقی کے لئے مجوزہ اسکیم میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان سے اختلاف کی بہت کم گنجائش ہے۔ مگر جو بالکل کارخانوں میں تیار ہوتا ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ اس ملک کے اکثر کارخانے لاکھوں صناعوں اور دستکاروں کی روزی چھین رہے ہیں۔ ایک طرف پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف بیروزگاری ہے۔ اگر ہم اپنی توجہ صرف سامان کی پیداوار کے اضافہ پر مرکوز کریں تو یہ ایک بڑی غلطی ہوگی۔ ہندوستان کی معاشی تاریخ میں اس قسم کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ ترقی کا راستہ اس طرح متعین کیا جائے کہ صناعوں اور دستکاری کو نقصان نہ پہونچے۔

آیندہ دس سال کے دوران میں ہندوستان کی گھریلو صنعتوں میں کئی گنا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سے لاکھوں ہندوستانیوں کے روزگار میں اضافہ ہوگا اور ان کی زندگی مسرت میں ترقی کرے گی۔ اس مقصد کے لئے جس سرمایہ کی ضرورت ہوگی وہ بہت زیادہ نہ ہوگا۔ قدیم کارخانوں کی صنعت کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ ایسی مصنوعات کے لئے نئے کارخانے قائم کئے جائیں جو دیہات میں تیار نہیں ہو سکتے۔ بہ الفاظ دیگر صرف ان صنعتوں کے لئے جدید کارخانے قائم ہوں جن کو کلیدی یا بنیادی کہا جاتا ہے۔

مجوزہ اسکیم کے مصنفین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اس کا لائحہ عمل پوری طرح اسی وقت روبہ عمل آ سکتا ہے جبکہ ہندوستان میں ایک قومی حکومت قائم ہو لیکن اس اسکیم کو روبہ عمل لانے میں سب سے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ اس کو عوام کی تائید حاصل ہو۔ چند افراد ایک اسکیم مرتب اور شائع کر سکتے ہیں مگر اس کی کامیابی کے لئے حکومت کی جانب سے اس کا نفاذ کافی نہیں بلکہ عوام کی تائید ضروری ہے

کہا جاتا ہے کہ مشنری باہر سے لائی جائے گی سوال یہ ہے کہ ہم کو بھی اور عصری مشنری دستیاب ہوگی؟ کیا اس کا امکان نہیں کہ وہ مشنری جو جنگ کے دوران میں استعمال کی گئی ہو ہندوستان کے حوالہ کی جائے؟ کیا ہمیں سستی اور اچھی مشنری ملے گی؟ کیا حریف برطانیہ سے مشنری خریدنے کے لئے دباؤ نہیں ڈالا جائے گا؟ یہ چند سوالات غور طلب ہیں۔ اس کے علاوہ اس امر پر بھی غور کرنا چاہئے کہ وہ صنعتیں جو جاپان کے خلاف (۵۰) فیصد تامینی محاصل قائم کرکے چلائی جا رہی جنگ کے بعد ترقی کر سکتی ہیں جبکہ تامینی محاصل برخاست کر دیے جائیں؟ کیا ہر نئی صنعت کی حفاظت کے لئے ... محصول عاید کیا جائے گا؟ اگر ایسا کیا گیا تو اس کا اثر عوام پر نہیں پڑے گا مختصر یہ کہ ہندوستان میں تیار کی ہوئی مصنوعات کی قیمت مناسب اور معقول ہو۔ صنعتی ترقی کتنی ہی (؟) گراں قیمت پر مصنوعات کی تیاری مفید نہ ہوگی جب ایک بار صنعتی ترقی شروع ہو تو اس کو برقرار رکھنا ضروری ہوگا اور آنے والی کساد بازاری کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔ ہر ملک کے مدبرین یہ یقین دلا رہے ہیں کہ اس قسم کی کساد بازاری پیدا نہ ہونے دی جائے گی جو گزشتہ جنگ عظیم کے بعد پیدا ہوئی تھی لیکن ایسی یقین آفرینی اطمینان بخش نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس جنگ میں افراد اور املاک ایک بڑے پیمانہ پر تباہ ہوئے ہیں۔

جدید صنعتوں کی حفاظت اور استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ان کو بدیسی مسابقت سے بچایا جائے یہ ایک ناانصافی ہوگی کہ صنعتوں سے حاصل شدہ منافع چند افراد کی جیب میں جائے اور عوام اس سے مستفید نہ ہو سکیں۔ اس لئے اجارہ داری بجائے خانگی افراد کے مملکت کو حاصل رہے تاکہ حکومت ان منافعوں سے محاصل کے بوجھ کو گھٹانے کا کام لے سکے۔ جب حکومت (۳) فی صد ... سے روپیہ حاصل کرتی ہے تو ایک ناانصافی ہے کہ پبلک ... ایسی صنعتی اسکیموں پر رضامند کیا جائے۔ جن میں (۵) سے (۲۵) فی صد منافع سرمایہ داروں کو حاصل ہوتا ہے۔

گھریلو صنعتوں اور کلیدی صنعتوں میں بہت سے قابل افراد کام کریں گے اور مختلف طریقوں سے اپنے آپ کو کارآمد بنائیں گے۔ کارخانہ داروں کو یہ مشورہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

غلہ کی قیمت اور گھٹ سکتی ہے

(۱) بعض حریص تاجر خفیہ برآمد کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

(۲) یہ فرض آپ کا بھی ہے کہ اس خفیہ برآمد کی خبر رکھیں اور قریب ترین پولیس یا کروڑگیری کے تھانہ پر اس کی اطلاع دیدیں۔

(۳) خفیہ برآمد کے روکنے میں سرکار کا ہاتھ بٹائیے تو آپ کو غلہ سستے داموں ملا کرے گا

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلاتنقید

دہلی کے ایک کالج میں مسٹر جبہ لیمیٹو لیڈر کانگریس اسمبلی پارٹی نے ایک مباحثہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندو دس کروڑ مسلمانوں کی آزادی نہیں چھین سکتے۔ انھوں نے ان ہند وحدت پسندوں کا مذاق اڑایا جو دہلی کے نعرہ "جغرافیائی وحدت" کو سراہ رہے ہیں۔ آخر میں انھوں نے سوویٹ آئین کی جدید تبدیلی کی تعریف کی جس کی رو سے سولہ سوویٹ جمہوریتوں کو بیرونی ممالک سے ربط رکھنے اور اپنی فوجوں کے انتظامات میں مکمل خود اختیاری دیدی گئی ہے۔"

فلسطین کا مسئلہ پرانا ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم کے دوران میں برطانوی حکومت نے عربوں سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ ترکوں کا ساتھ چھوڑ دیں تو انہیں آزادی مل جائے گی۔ (قومی جنگ)

ترکان جفا پیشہ کے پنجہ سے نکل کر
بیچارے عرب یہود کے پھندے میں گرفتار

ایک صاحب نے ایک مراسلہ شائع کیا ہے جس میں یہ شکایت کی گئی ہے کہ:-

"سڑکوں پر آئے دن رکشاؤں کے الٹنے سے خطرناک حادثات ہوتے رہتے ہیں اور یہ حادثات انتہائی عبرتناک ہو جاتے ہیں جب ان میں پردہ نشین خواتین ہوتی ہیں۔"

مگر ہم ترجمان ملت کی جانب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ پردہ نشین خواتین باورچی خانہ سے باہر آتی ہی کیوں ہیں!

رسالہ ... میں ایک ڈاکٹر صاحب نے تحریر کیا ہے کہ:-

"اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ کسی قوم کے بچوں کی عمدہ نشو و نما اور اچھی تربیت ہی میں اس قوم کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔"

اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عمدہ نشو و نما کے لئے مدارس کے کم سن بچوں سے دوپہر کی دھوپ میں ڈرل کرانا از بس ضروری ہے۔

جبل پور میں آل انڈیا منصوری کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں منصوری برادری کے معزز رہنما شریک ہوں گے اور منصوری برادری کے اہم مسائل پر غور کیا جائے گا۔ (ایک خبر)

ہمیں یقین ہے کہ اس کانفرنس میں "انا الحق" کے نعرے نہیں لگائے جائیں گے۔

سوامی سہجانند کا یہ مطالبہ ہے کہ حکومت کسانوں کے حق میں درجہ دوم کا ایک منشور جاری کرے، تاکہ کسانوں کے لیے حالات کی گیارنٹی مل جائے کہ وہ ان حالات کے اندر اوسط درجے کے آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور ان کو ان کی محنت کے معاوضے کے طور پر وہ تمام ضروریات مہیا ہو جائیں جو ایک شائستہ زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ (رعیت)

یہ مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جبکہ درمیانی تمام اندر دلالوں کو ہٹا دیا جائے۔ کیا معاصر "رعیت" اس تجویز سے متفق ہے!

حکام نگرانی کرایہ امکنہ بلدی حدود میں نافذ کر دیئے گئے۔ (ایک خبر)

یہ خبر ناگپور کی ہے۔

ملک سرکار عالی کی دیہی رعایا مسلمہ طور پر ناخواندہ اور جاہل ہے بالخصوص طبقہ کاشتکاران کی جہالت جیسی کچھ ہوتی ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ (مشیر دکن)

ذمہ دارانہ حکومت کے طلب گاروں اور خواہشمندوں کو ناخواندہ اور جاہل کہنا ایک ناقابل معافی غلطی ہے۔

بنگال کے ایک ضلع کی خبر ہے کہ:-

متوسط طبقے کے لوگ کپڑا نہیں خرید سکتے۔ عورتیں کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے گھروں کے اندر بند بیٹھی ہیں۔

"ترجمان ملت" فوراً توجہ کرے۔ بے پردگی کو روکنے کا یہ ایک مجرب نسخہ ہے۔

آندھرا کانفرنس میں قوم پرست پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی میں ایک کشمکش شروع ہو گئی ہے اور دونوں جماعتیں عوام کی خدمت گزاری کے دعویدار ہیں۔

بیچارے عوام!

یونائیٹڈ پریس کی اطلاع ہے کہ:-

کل ہند انجمن کارخانہ داران کی کانفرنس میں کچھ گڑبڑ مچ گئی جب یہ دیکھا گیا کہ پیش ہونے والی قرار دادوں کی فہرست سے وہ قرارداد جو ہندوستان میں قومی حکومت کے قیام سے متعلق تھی غائب ہو گئی۔ اس کی وجہ اخبار متواد نے یہ بتائی ہے کہ بانیان کانفرنس کو یہ بتایا گیا تھا کہ گورنر صوبہ متوسط جو کانفرنس کا افتتاح کرنے والے ہیں اس قسم کی قرارداد سے سرکاری طور پر تعلق نہیں رکھ سکتے۔

اگر اس سال یہ قرارداد پیش نہ ہو سکی تو کیا مضائقہ ہے۔ آئندہ سال اگر کوئی سیاسی لیڈر اس کانفرنس کا افتتاح کرے تو یہ قرارداد فہرست میں شامل کی جا سکتی ہے۔ بے پیندی پارٹی اصول کا تقاضا ہے کہ گورنمنٹ کو بھی خوش رکھا جائے اور لیڈروں کو بھی۔ اس گر سے کارخانہ دار خوب واقف ہیں۔ قومی حکومت کی جے!

مولوی خواجہ بہاؤ الدین صاحب نے انجمن مسلم تاجران قائم کی تھی۔ اب مسلم مرچنٹس ایسوسی ایشن کے نام سے ایک دوسری انجمن تشکیل دی گئی ہے جس نے تاجر ملت کی خدمت میں سپاس نامہ بھی گزرانا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے کس انجمن کی رجسٹری پہلے عمل میں آتی ہے۔

کپڑے کے ساہوکاران نے ہندی زبان میں ایک اپیل شائع کر کے اضلاع و تعلقات میں تقسیم کی ہے جس میں عوام سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنی منفعت کی خاطر نقد خرید کریں جو کپڑے بازار میں مقررہ نرخ پر فروخت کریں۔ (ایک خبر)

اور وہ خفیہ دکانیں بھی جو ہمیشہ بند رہتی ہیں!

حیدرآبادی — قابل تعریف لوگ ہیں

شاہی ہوائی فوج کے حیدرآباد اسکواڈرن کے ایک افسر نے چند ماہ قبل ایک خط لکھا ہے جس میں فخر و مباہات کے ان جذبات کا اظہار کیا ہے جو مملکت حیدرآباد سے متعلق خود ان کے اور اسکواڈرن کے دیگر لوگوں کے دلوں میں موجزن ہیں۔ ذیل میں اس خط کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جن سے حیدرآباد اسکواڈرن کی کارروائیوں اور ان کی موزوں طور انجام دہی کا مختصر حال معلوم ہوتا ہے۔

"ہمیں بہت سے سنسنی خیز تجربات ہو چکے ہیں۔ تیونیس میں فاتحانہ طور سے داخل ہوتے شمالی افریقہ کی مہم کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس علاقے میں ایک دن بھی نہ گزرا تھا کہ ہم دوسری فرنٹ پہنچے۔ یہاں ہمیں جنگ عظیم کے میدان کا شرف حاصل ہوا۔ اس موقع پر ہم نے اسکواڈرن کے ایک بہترین رقص کا نظارہ دکھایا اس کے بعد ہم مقابلہ پر جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"مقابلہ کی مہم میں ہم نے دو پیکروں میں دشمن کے تیرہ ہوائی جہاز تباہ کئے۔ ہوائی کمان کے افسر کی جانب سے اس کامیاب کوشش کی اطلاع ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام دکن کو دی گئی جس کا ہمیں ایک شاندار اور حوصلہ افزا جواب وصول ہوا۔ یہ جواب ہر پیڈ میدان پر پڑھا گیا اور اعلیٰ حضرت (خلد اللہ ملکہ) اور اہل حیدرآباد کے لئے تین روز دار چیرز سے اس کا استقبال کیا گیا۔ حیدرآباد وہ نام ہے جسے ہم شاہی ہوائیہ کے نام کے ساتھ ساتھ یاد رکھنے میں ہمیشہ سے زیادہ فخر محسوس کریں گے۔

"حیدرآباد اسکواڈرن اچھی حالت میں ہے سب کچھ سب نوجوان خوش ہیں۔ کام کے اوقات طویل ہیں اور تفریح کا وقت تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے تاہم ہم محسوس کرتے ہیں کہ حقیقی مہمات میں حصہ لینے والے لوگوں کو طمانیت اور روح عمل حاصل کرتی ہے اور اس زندگی کا لطف اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کوئی کام پیش نظر ہوتا ہے۔ میں تقریباً بارہ ماہ سے اسکواڈرن کے ساتھ ہوں اور مجھے اس اعلیٰ درجہ کی یونٹ کے ایجوٹنٹ ہونے کا بھی بجا طور پر فخر حاصل ہے جو قابل تعریف لوگوں کے سہارے قائم ہے۔

"تب سے ہم متحدہ پر سکتے رہے ہیں علیحدہ میں بہت کم تبدیلی ہوئی ہے۔ اول الذکر میں ابھی متعدد ہوا باز ایسے موجود ہیں جو اس یونٹ کے قیام کے وقت سے اب تک بیگر گزار رہے ہیں۔ یہ ہمارا غیر ضروری ہے کہ انہیں علیحدہ ہونے کی کوئی خواہش نہیں۔ اخلاقی قوت ہمیشہ سے زیادہ قوی اور بلند ہے اور یہ نوجوان جو کچھ بھی پیش آئے اسے ہنسی خوشی جھیل سکتے ہیں۔"

اٹلی کے آزاد علاقہ میں ریپبلک کا مطالبہ

کمیونسٹ، سوشلسٹ، ایکشن اور جمہوری پارٹیوں کی دعوت پر ۲۰ مارچ کو نیپلس کے "تاریخی شہر" میں مختلف طبقوں کے ۷ ہزار آدمیوں کا مظاہرہ ہوا۔ اتنا بڑا مظاہرہ آزاد علاقہ میں اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

یہ مظاہرہ ۲۰ جنوری کی بارہ کانگریس کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جب اٹلی کی سب وطن پرست جماعتوں نے مل کر مطالبہ کیا تھا کہ بادشاہ کو معزول کر کے جمہوری ریپبلک قائم کی جائے۔ مظاہرہ کا مقصد یہ تھا کہ مسٹر چرچل کی شاہ وکٹر ایمینول اور بدوگلیو کی حمایت کے خلاف مظاہرہ کیا جائے۔ پہلے پہلے ارادہ یہ تھا کہ احتجاج کے طور پر چند منٹ کے لئے مزدوروں کی ہڑتال ہو مگر اس خیال سے کہ مبادا رجعت پسند اس ہڑتال سے فائدہ اٹھائیں اور دنیا یہ سمجھے کہ یہ وطن پرستی نہیں بلکہ اتحادی اقوام کی جنگی تدابیر میں رخنہ ڈالنا اور اتحادی قوموں میں پھوٹ ڈالنے کا نتیجہ ہے اس تجویز کا خیال چھوڑ دیا گیا۔

اس اجلاس میں سب جماعتوں کے نمائندوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب سے پہلے ایک کیتھولک پادری بولے جو کمیونسٹ پارٹی کے حامی بن گئے ہیں۔ پروگرام میں موصوف کا نام درج نہ تھا مگر جب وہ مسیح کے نام پر تقریر کرنے لگے تو سب طرف سے مسرت کی تالیوں کا شور اٹھا۔

نائس آف انڈیا (جن کا نام یہ لکھا ہے) جب تقریر ختم کر کے بیٹھے تو دیگر بولنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ جلسہ کی کارروائی کے ساتھ ساتھ ہجوم کی تعداد برابر بڑھتی چلی گئی۔ سب سے آخر میں مارشل بیڈوگلیو کے سابق رفیق ... نے ایک پر جوش تقریر کی اور جب ان کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ "ہم بیگر سلامت لوگوں کے دل میں دشمن پر حملہ آور ہونے کے جذبے ہیں اطالوی قوم کی بجائے مسولینی کو اس کا ذمہ دار سمجھتے ہیں" تو مجمع نے جوش اور مسرت سے تالیاں بجائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ آج شمالی اٹلی میں اطالوی اور بیگر سلامت چھاپہ مار سپاہیوں کے دستے پہلو بہ پہلو لڑ رہے ہیں۔

جلسہ کی کارروائی کے آخر میں جو تجویز پاس کی گئی اس کا پیش لفظ ... تھا۔ مقدم ہوا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"شہر نیپلس کے عوام جو سوشلسٹ، کمیونسٹ، ایکشن جماعتوں پر مشتمل ہیں اپنے اس عقیدہ کا اعلان کرتے ہیں کہ اطالوی قوم متحدہ اقوام کے پہلو بہ پہلو اپنے مشترک دشمن یعنی نازی اور فاشسٹ سے لڑنے کے لئے اپنے وطن کی جنگی تدابیر کو اور زیادہ موثر بنانا چاہتی ہے۔

یہ جلسہ اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ اطالوی قوم کی مطلق شکایت جس کے ساتھ لوگوں کی غذا اور صنعت و زراعت کی از سر نو تعمیر کے سوالات بھی منسلک ہیں، حاصل کرنے کا موثر طریقہ یہی ہے کہ نظام حکومت کو فاسد عناصر سے پاک کیا جائے اور اس کی ابتداء ہی فاندان ... کے جو خواہ ہیں ... لے کر فاشزم کو فروغ دیتے رہے اور اس کے کرتوتوں پر پردہ ڈالتے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک صحیح جمہوری حکومت کی بنیاد ..."

اپنے وطن کی خاطر تھوڑا سا وقت صرف کیجیے

۱۔ اگر بیوپاری آپ کو سرکار کی مقرر کی ہوئی قیمتوں پر مال نہ دیں تو آپ مجبوراً زیادہ دام دے کر مال خرید لیتے ہیں۔

۲۔ محض آپ کی اس کمزوری کی وجہ سے چور بازار ترقی پر ہے۔

۳۔ اگر آپ تھوڑا سا وقت نکال کر خاطی تاجر کے خلاف کوتوالی میں شکایت کریں تو نہ صرف آپ کو اس کا فائدہ ملے گا بلکہ آپ کے ابنائے وطن بھی آپ کی زحمت فرمائی سے ممنون و مستفید ہوں گے۔

غلہ مناسب داموں پر کیسے مل سکتا ہے

از

جناب سید مہدی حسین صاحب

گذشتہ چند سال سے زندگی کی بعض اہم ضروریات اور خاص کر اجناس خوردنی کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ اس احساس نے عوام میں آئندہ ان اشیا کی فراہمی سے متعلق شبہات پیدا کر دئے ہیں۔

اجناس خوردنی کی کمی کا سبب بارش کے فقدان اور فصلوں کی خرابی کے علاوہ بڑے کاشتکاروں اور تاجروں کی خود غرضی ہے جو کم مقدار کے پیش نظر غلہ کی ذخیرہ اندوزی شروع کی۔ کھلے مارکٹ سے اجناس غائب ہو گئیں۔ اجناس خوردنی کی قیمتیں غیر معمولی طور پر بڑھ گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دولت مندوں کی سرپرستی میں چور بازار چمک اٹھا لیکن غریبوں کو زحمت اٹھانی پڑی۔

بنگال کی مصیبت، ہندستان کے دوسرے صوبوں کے لئے ایک سبق تھی۔ اس لئے حکومت سرکار عالی نے بڑی حد تک پہلے سے ہونے والے سیلاب کو روک لیا اور غلہ کی معقول قیمت کو برقرار رکھنے اور مصیبت زدوں کو مصیبتوں سے بچانے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اجناس خوردنی کی قیمتوں پر کنٹرول قائم کرنے کے علاوہ ذخیرہ بازی کے خلاف ایک صرف جاری کی۔ عہدہ داروں کو ضروری اختیارات عطا کئے تاکہ وہ ملکوں کے نفع خوروں اور ذخیرہ بازوں کے خلاف مقدمات چلا کر انہیں معقول سزائیں دیں۔

خدا کے فضل سے مملکت محروسہ سرکار عالی میں آتنا کافی غلہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ مناسب قیمت سے بازاروں تک لایا جائے تو کمی کی شکایت تو کجا ہندستان کے دوسرے ضرورت مند صوبوں کی مدد کرنے کے قابل ہو سکیں گے لیکن خرابی یہ ہے کہ غلہ چھپایا جاتا ہے یا زیر زمین دفن کیا جاتا ہے۔

غلہ کون روک رہا ہے؟

چھوٹے کاشتکاروں میں اتنی سکت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی پیداوار کو آئندہ نفع کی خاطر روک رکھیں۔ یہ کام یا تو بڑا کاشتکار کر سکتا ہے یا غلہ کا بڑا تاجر جو سرمایہ دار ہوتا ہے اس کے یہ معنی ہوئے کہ زمیندار اور سرمایہ دار غلہ کو عوام تک پہنچنے سے روک رہے ہیں۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے محکمہ رسد کا قیام ضروری ہوا۔ اگر ان قوانین سے جو محکمہ کی جانب سے مجبوراً نافذ کئے گئے ہیں۔ رعایا کو کوئی تکلیف ہوتی ہے یا ان کے کام میں ہرج ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری زمینداروں اور سرمایہ داروں پر ہے جن کی خود غرضیوں اور لالچ کا انسداد کرنے اور رعایا کو زحمت سے بچانے کے لئے حکومت کو یہ عارضی قوانین نافذ کرنے پڑے۔

راشن بندی کیوں؟

دوسری وقت جس سے غریب عوام کو نپٹنا پڑ رہا ہے یہ ہے کہ نفع اندوزوں اور ذخیرہ بازوں کے بدولت جو مال بازار میں آ رہا ہے اس کو دولت مند روپیہ کے زور سے خرید کر اپنے گھروں میں ذخیرہ کر رہے ہیں۔ ان کا منشا نفع کمانا نہیں ہے بلکہ انہیں اندیشہ ہے کہ شاید غلہ آئندہ نہ مل سکے۔ یہ بھی خود غرضی کی ایک قسم ہے۔ خدانخواستہ اگر ان کا یہ اندیشہ صحیح ہوا تو یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ ان کے لئے اناج میسر ہے اور غریب فاقہ کریں۔ اگر غذا میں کمی ہو تو انصاف کی بات یہ ہے ہر انسان خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہندو ہو یا مسلمان عہدہ دار ہو یا غیر عہدہ دار سب کو ساوی طور پر ایثار کرنا چاہئے چونکہ دولت مندوں سے اس کی کم توقع ہے کہ اس مساوی ایثار کے نظریہ کو قبول کریں گے اس لئے راشن بندی کے نفاذ پر غور کرنا ضروری ہوا تاکہ دولت مندوں کی قوت خرید ان کی فوری ضروریات کی تکمیل تک محدود رہے اور غلہ سب کو مناسب داموں پر مل سکے۔ یہ اسکیم محض غریب اور متوسط طبقوں کی سہولت کے لئے نافذ کی جا رہی ہے اگر اس سے کسی کو شکایت ہو سکتی ہے تو صرف ان دولت مندوں کو جو غریبوں کی ضروریات کا لحاظ کئے بغیر اپنے خورد و نوش کے سامان کا ایک بڑی مدت تک کے لئے تحفظ چاہتے ہیں۔

راشن بندی کیسے کامیاب ہو سکتی ہے

راشن بندی کی اسکیم کی کامیابی امور ذیل پر ہے۔

(۱) کوئی شخص اپنی ضروریات کو بڑھا کر نہ بتلائے۔

(۲) حکومت کو غذائی پیداوار کی مقدار کا صحیح علم ہو۔

(۳) غذائی اجناس بازار میں رہیں اور مقررہ نرخوں پر فروخت ہوں۔

ان امور کی تکمیل کے لئے حکومت اور عوام کا تعاون ضروری ہے۔ اسی وجہ سے حکومت نے جو قوانین نافذ کئے ہیں ان کا ہر دفعہ عوام کو اشتراک عمل کی دعوت دیتا ہے۔

ممالک محروسہ کے بعض اضلاع میں چاول اور بعض اضلاع میں جوار کی پیداوار مقامی ضروریات سے بہت زیادہ ہے۔ حکومت اس کا انتظام کر رہی ہے کہ ہر ضلع کی کل ضروریات کا اندازہ لگا کر فاضل پیداوار کو ان اضلاع میں منتقل کرے جہاں اس کی واقعی ضرورت ہے۔ اس اہم فرض کو حکومت اس وقت پورے طور پر انجام دے سکتی ہے جبکہ پیداوار کی مقدار، ذخیروں کے

نقل یا ان کی نقل و حرکت سے وہ باخبر رہے۔ محکمہ رسد کے اعلانات اور احکام کا یہی منشا ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ممالک محروسہ کے اندر اجناس کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں ہے تاکہ عام تجارت جاری رہے۔ البتہ ان تمبیری تحویلات جہاں راشن بندی کا نفاذ پیش نظر ہے اس کی نگرانی کرنے کے رجحان کو روکنا ضروری تھا اس لئے اس کی نسبت مناسب احکام جاری کردئے گئے ہیں۔

اگر تاجر ہمدرد ہوتے

قیمتوں پر کنٹرول محکمہ رسد کے متعدد قوانین اور راشن بندی کی اسکیم کے نفاذ کا مقصد یہ ہے کہ رعایائے آصفی کی اکثریت کو جو غریب ہے مناسب داموں پر اجناس خوردنی ملتے رہیں۔ اگر غلہ کے تاجروں کو عوام سے ہمدردی ہوتی تو محکمہ رسد کی ضرورت ہوتی اور نہ ان بیشتر قوانین کی جو وقتاً نافذ ہیں۔ اگر غلہ کا تاجر واجبی نفع پر قناعت کرتا تو حکومت کو کاشتکاروں سے غلہ خریدنے اور ایک بڑے سرمایہ سے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ حکومت سرکار عالی کو یہ انتظامات اس لئے کرنے پڑے کہ سرمایہ داروں کو عوام سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ راشن بندی دراصل انہی انتظامات کی ایک اہم کڑی ہے۔

راشن بندی کے فائدے

راشن بندی کے چند ایک سرسری فائدے یہ ہیں

(۱) راشن بندی میں ہر شخص کو اس کی ضرورت کا غلہ واجبی قیمت پر ملے گا۔

(۲) حکومت یا حکومت کے مسلمہ اداروں کی جانب سے خریداری حمل و نقل اور تقسیم کا انتظام ہونے سے چور بازاری کے امکانات گھٹ جاتے ہیں۔

(۳) خریداری کے حقوق محدود ہونے کی وجہ سے قوت خرید میں مسابقت نہ ہو سکے گی۔

(۴) راشن بندی کی بدولت مقامی نگہبانی ضروریات پر قابو پانے کے لئے حکومت اجناس خوردنی کی رسدوں کا وافر ذخیرہ محفوظ کر سکتی ہے۔

(۵) راشن بندی کی بدولت ضروریات ملک کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے اور اسی اعتبار سے زراعت کی تنظیم کی جا سکتی ہے۔

(۶) اگر کسی ایک جنس خوردنی کی قلت ہو تو اس کا بدل دریافت کرنے کے لئے مختلف اجناس کی غذائیت کی تحقیق لازم آتی ہے اس لئے راشن بندی کی وجہ سے اجناس کی غذائیت کے مطالعہ کو فروغ ہو سکتا ہے۔

(۷) راشن بندی میں ایثار و قربانی کا کوئی پہلو نہیں ہے اس کی وجہ صرف قوت خرید پر پابندی عائد کی گئی ہے اور یہ قطعاً ضروری نہیں ہے کہ راشن بندی سے کسی شخص کی روزمرہ غذا میں کمی واقع ہو۔ بالعموم راشن کی وجہ سے غلہ ضائع ہونے سے بچ رہا ہے اور یہ ایک ایسا سبب ہے جو ملک کے لئے عام حالات میں بھی مفید ہوگا۔

(۸) راشن بندی کا یہ منشا نہیں ہے کہ شہریوں کی خاطر کاشتکار کو نقصان پہنچایا جائے غلہ کی قیمتیں مقرر کرنے میں دیگر ضروری اشیاء کی قیمتوں کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے تاکہ یہ قیمتیں

کے تعین میں جو تشکیل کا فائدہ یہ ہے کہ اس کو اس کی محنت کا معقول معاوضہ مل جاتا ہے۔

۹۔ حکومت سرکار عالی کی اسکیم راشن بندی آزمائش کی منزل سے گذر چکی ہے کیونکہ یہ اسکیم شہر میں نہایت کامیابی سے جاری ہے۔

۱۰۔ جن شہروں میں راشن بندی رائج ہے وہاں کے ہر شہری کو اپنا گھریلو موازنہ بنانے میں بڑی سہولت ہو گئی ہے اس کو یہ اطمینان ہے کہ ہر شخص اپنا حصہ رسد برابر پا رہا ہے اور کوئی فاقہ کی مصیبت میں مبتلا نہیں ہے۔

۱۱۔ راشن کارڈ حب وطن کا تحفہ اور بہترین انسانی جذبات کا مظہر ہے۔

ہندستان کی سرزمین پر جنگ

نئی دہلی ۲۲ مارچ۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کا نامہ نگار برما کے محاذ سے لکھتا ہے کہ اس جنگ میں اب پہلی بار ہندوستان کی سرزمین پر جنگ ہو رہی ہے آج کے اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ جاپانی سرحد پار کر کے ریاست منی پور میں داخل ہو گئے ہیں اور بعض مقامات پر ہمارے ہراول دستوں سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی ہے جاپانی دستوں کی قوت کا کوئی پتہ نہیں چلا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایک چھاپہ مارنے والی جمعیت کہا گیا ہے لیکن یہ دستے وہ ہیں جنہوں نے دریائے چندون کو خاصی قوت کے ساتھ پار کیا تھا۔ بظاہر جاپانی ٹڈیم اور امپھال کے درمیان پہاڑیوں میں ہیں اس لئے کہ اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ ہمارے دستے آگے بڑھے ہوئے مورچوں سے نکل کر ٹڈیم کو شمال پر گھیرنے والی جاپانی کوششوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ جنگ ٹڈیم کے ۲۰ میل شمال میں ہو رہی ہے۔ شہر امپھال سے آنے والی ۲۰ میل لمبی سڑک کے کنارے گھوڑے کی نعل کی طرح معلوم ہوتا ہے اس کی منزل کا آخری کئی میل کا حصہ برما کے اندر ہے اور اسی پتلی سی سڑک کی طرف جاپانیوں نے حملہ کیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ امپھال کا علاقہ خطرے میں پڑ گیا ہے لیکن یہاں پر برطانوی اور ہندوستانی سپاہ ہر صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور اس نے ایک مضبوط دفاعی مورچہ قائم کر لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ٹڈیم اور تاموکو بھی ایسا ہی خطرہ لاحق ہے۔

اسی اثنا میں جاپانیوں کے خلاف زبردست خطرہ دو طرف سے بڑھ رہا ہے۔ جنرل اسٹول کے دستوں نے دشمن کو وادی ہوکانگ سے نکال دیا ہے اور اب وہ موگانگ کی سمت بڑھ رہے ہیں اور جاپانی دستوں کے ۵۰ میل پیچھے ہندوستانی ترکی اور برطانوی دستوں نے جو ہوائی جہازوں کے ذریعہ وہاں اتر گئے ہیں ایک مستحکم ہوائی مرکز قائم کر لیا ہے جس سے برطانوی اور امریکی طیارے پرواز کر کے دشمن کے مورچوں اور راستوں پر حملے کر رہے ہیں۔ دشمن کے طیاروں کی ایک ٹولی نے اس مرکز پر بمباری کرنے کی کوشش کی لیکن شاہی ہوائیہ نے تین طیارے گرا دئیے رفقی وقفا عات نے بھی کچھ گرا لیا۔ اتحادی بار بردار طیارے جنگی طیاروں کے بڑے دل اور فوج کے لئے ہر قسم کے سامان رسد پہنچا رہے ہیں۔ اخبارات اور خطوط بھی طیاروں کے ذریعہ یہاں پہنچ رہے ہیں۔ ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہ مرکز آپ ہی اپنی مثال ہے اور اگر جنگل کو سمندر کی جگہ سمجھ لیا جائے تو اس مرکز پر اترکر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ایک بہت بڑے طیارہ بردار جہاز پر آ گیا ہو۔

محاذ جنگ کے ایک برطانوی نامہ نگار نے جاپانیوں کے ہندوستان اور برما کی سرحد پار کر لینے کے متعلق لکھا ہے کہ دشمن کا یہ یورش ۶۰ دوادو ۵۰ میل کے دشوار گذار اور پہاڑی علاقے میں شروع ہوا ہے یہاں بعض پہاڑیوں کی ڈھلانیں ۵۰۰۰ فٹ تک چلی گئی ہیں۔ دشمن کا ایک مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہماری سپاہ اراکان کا ٹ دے لیکن اراکان کی دستے سخت مزاحمت کر رہے ہیں۔ بعض لڑائیوں میں دونوں طرف سے دبابے استعمال کئے گئے ہیں اور ہمارے آدمیوں نے دشمن کے متعدد آدمی ہلاک کئے ہیں جاپانیوں کے اس دھاوے کا ایک مقصد یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی سرحد کے اندر ہماری دفاعات کو منتشر کر دے۔

بنگال میں مہاسبھا کی ریشہ دوانیاں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

ڈیڑھ لاکھ تک جا پہنچا اور طرفہ بات یہ ہے کہ خود صدر بنگال صوبہ ہندو مہاسبھا راجہ نریندر ناتھ نے بنگال ریلیف کمیٹی کی بجائے ہماری کمیٹی کو امدادی رقمیں بھیجیں۔ آج جبکہ ڈاکٹر شیام پرشاد کام جاری رکھنے کی بجائے یہ سمجھ رہے تھے کہ دس لاکھ کی بجائے تم سے ایک وقف قائم کر دیں گے ریلیف کمیٹی برابر اپنے کام کو بڑھاتی جا رہی ہے۔ حال میں اس نے ڈاکٹروں سے بھی پریکٹس چھوڑ کر دیہاتی علاقوں میں امدادی کام پر تعین کیا ہے اور اس کو ششوں سے خوش ہو کر بنگال ریلیف کمیٹی کا قیام ہوا ہے جس کی ڈاکٹر بدھن چندر رائے نے سرپرستی قبول کی ہے۔

ان باتوں کا اطلاع کے کانگریسیوں پر بھی اثر پڑا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر شیام پرشاد ریلیف کمیٹی کے پردہ میں یا تو ہندو مہاسبھا کا رسوخ واثر بڑھاتے ہیں یا پھوٹ ڈالتے پھرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں عوامی ریلیف کمیٹی بلا لحاظ مذہب کی مدد کرتی اور سب جماعتوں کو حتی کہ خود ہندو مہاسبھا کو ملاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد کانگریسی لوگ ڈاکٹر صاحب کی کمیٹی کے حق میں کلمہ خیر کہتے ہوں گے۔

ابھی تک اس کا اندازہ بہت کم لوگوں کو ہے کہ بنگال کے کانگریسیوں کا ذہن کس قدر بدلا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب ڈاکٹر شیام پرشاد کانگریسی حلقوں پر چھائے ہوئے تھے آج کی فضا دوسری ہے۔ اب کانگریسی سمجھنے لگے ہیں کہ قومی تحریک کی منزل تک پہنچنے کے لئے یا تعطل پر قابو پانے کے لئے ڈاکٹر صاحب کا نسخہ کام نہ آئے گا بلکہ ہمیں ایک بڑی جدوجہد کرنی پڑے گا اور ڈاکٹر کو بھی ہٹانا ہے ہم سفر نہیں ہو سکتے۔ آج شیش داس گپتا جی کا بیان اس نئے رجحان کا ترجمان اور مسٹر نیوگی کا اعلان ان کے لئے شمع ہدایت ہے۔

حیدرآباد میں کپاس سے متعلق تجربات

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

اس رقبہ میں ہر سال اوسطاً ۲۰۰۰۰ ایکڑ اراضی پر کپاس کی کاشت ہوتی ہے۔ فی الحال یہاں ادنی قسم کی جنگلی اقسام کاشت کی جاتی ہے لیکن توقع ہے کہ بہتر قسم کی امریکی اقسام کی کاشت کرنے میں بھی کامیابی ہو سکے گی۔

پودوں کی پرورش گاہ واقع لاتور

گوراتی ۲۔ ایم۔ ۱۱ کی کرنی جلد تیار ہونے والی قسم یا زیر حفاظت رقبے کے جنوبی حصہ میں کاشت کرنے کے لئے موزوں اور مناسب قسم کا حصول۔ اس علاقہ میں ہر سال اوسطاً ۲۰۰۰۰ ایکڑ اراضی پر کپاس کی کاشت ہوتی ہے اور بارش کا اوسطاً مقابلتاً کم ہے۔

سنہ ۱۹۲۳ء سے سنہ ۱۹۴۳ء تک اس اسکیم کے مصارف کا تخمینہ ۱۰۹۶۲۰۰ روپے کیا گیا ہے جس میں سے ۵۰۰۰ روپے حکومت سرکار عالی عطا کرے گی اور باقی ماندہ رقم مرکزی مجلس کپاس ادا کرے گی حکومت سرکار عالی نے کپاس کے متعلق تحقیقات کے لئے خود اپنا عملہ مقرر کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

گذشتہ چودہ سال کے دوران میں کپاس سے متعلق تحقیقات پر ۹۰۵۲۰۹ روپے کا صرف ہوئے اور گذشتہ چھ سال کے عرصہ میں صرف گوراتی قسم کی کاشت سے ہی کاشتکاروں کو ۵۰ لاکھ روپے سے زیادہ مزید آمدنی حاصل ہوئی۔

حکم فراہمی مواد ذخائر اجناس خوردنی

ہرگاہ کہ قرین مصلحت ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں غذائی مناسب تقسیم کے لئے اجناس خوردنی کے ذخائر کا صحیح مواد فراہم و مہیا رکھا جائے۔ لہذا بنفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۲ ء تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم صادر کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ حکم بنام حکم فراہمی مواد ذخائر اجناس خوردنی بابتہ ۱۳۵۲ف موسوم ہوسکیگا۔ اور تاریخ اشاعت جریدہ سے کل ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہوگا۔

۲۔ حکم ہذا میں۔

الف۔ "جنس خوردنی" سے دھان، چاول۔ جوار۔ باجرا۔ گیہوں۔ مکئی۔ چنا۔ دالیں۔ جیسے دال وغیرہ اجناس اور دیگر ایسی اجناس مراد ہیں جن کو صدر ناظم رسد وقتاً فوقتاً اعلان مندرجہ جریدہ اغراض حکم ہذا کے لئے جنس خوردنی قرار دے۔

ب۔ "ذخیرہ دار" سے ہر ایسا شخص مراد ہے جس کے قبضہ میں کوئی ایک جنس خوردنی یا ایک سے زائد اجناس خوردنی بحیثیت مجموعی دس من (وزنی) یا اس سے زائد مقدار میں موجود ہوں عام اس سے کہ ایسا قبضہ کسی حیثیت سے ہو۔ مگر اس میں ایسا شخص داخل نہ ہوگا جس نے تحت حکم نگرانی اجناس خوردنی بابتہ ۱۳۵۲ف اجناس خوردنی کسی مقدار بطور خرید و فروخت یا بطور فروشی کے لئے ذخیرہ کرنے کا کاروبار کرنے کی غرض سے اجازت نامہ حاصل کیا ہو۔

توضیح ۱۔ ایسا خاندان جس کے افراد ملکر رہتے اور کھاتے ہوں حکم ہذا کے اغراض کے لئے ایک شخص متصور ہوگا اور وہ رکن جو خاندان کی پرورشی کرتا ہو ذخیرہ دار متصور ہوگا۔

توضیح ۲۔ ہوٹل ریستوران اور دیگر ادارہ جات باستثنائے ادارہ جات مصرحہ فقرہ (۶) کی صورت میں شخص یا اشخاص جو ایسے ادارہ کے انتظام کے ذمہ دار ہوں۔ حکم ہذا کے اغراض کے لئے ذخیرہ دار متصور ہونگے۔

توضیح ۳۔ کسی ایسی جنس خوردنی کی صورت میں جو کسی شخص نے بذات خود یا اپنے نوکر وغیرہ کے ذریعہ اگائی ہو۔ ذیلی فقرہ ہذا کے اغراض کے لئے اس کے قبضہ کا آغاز اس وقت سے ہوگا جبکہ دانہ بھوسوں یا خوشوں سے علحدہ کر لئے جاچکے ہیں۔

۳۔ (۱) ہر ذخیرہ دار پر لازم ہوگا کہ ہر فصلی ماہ کے ختم پر اس کے مقبوضہ اجناس خوردنی کی جو مقدار ہو اس کی تحریری اطلاع تین ماہ کی دس تاریخ تک عہدہ دار مصرحہ ذیل کے منجملہ اس عہدہ دار کو دے جس کی حدود اراضی میں اجناس خوردنی کا اجناس موجود ہو۔

(الف) بلدہ حیدرآباد میں کوتوال صاحب بلدہ یا ان کے مقرر کردہ عہدہ دار۔

(ب) مستقر ضلع پر تحصیلدار مستقر ضلع

(ج) مستقر تعلقہ پر تحصیلدار تعلقہ

(د) مواضعات اور قصبات میں پٹیل پٹواری

ایسی اطلاع بلدہ حیدرآباد میں بزبان اردو اور اضلاع میں اردو یا مقامی دفتروں کی زبان میں دی جائے گی۔

(۲) تحت ذیلی فقرہ (۱) جو اطلاع دی جائے گی اس میں ذخائر کی مقدار میں بمقابلہ ماہ سابق کمی یا اضافہ کے وجوہ بھی درج کئے جائیں گے۔

(۳) ذیلی فقرہ ۱ کے تحت اطلاع دینے کے بعد اگر ذخیرہ دار کے قبضہ میں کوئی ایک جنس خوردنی یا ایک سے زائد اجناس خوردنی بحیثیت مجموعی پانچ من (وزنی) سے زائد مقدار میں بوقت واحد آجائیں تو اس پر لازم ہوگا کہ ایسی مقدار کی تحریری اطلاع اس کے قبضہ میں آنے کے بعد سے چوبیس گھنٹوں کے اندر متعلقہ عہدہ دار مصرحہ ذیلی فقرہ (۱) کو زبان مصرحہ ذیلی فقرہ مذکور میں دے۔

(۴) اگر کوتوال بلدہ یا تعلقدار یا تحصیلدار کو یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ اس کی حدود اراضی میں حکم ہذا کی خلاف ورزی ہورہی ہے تو اس کو اس کے مجاز کردہ کسی شخص کو اختیار ہوگا کہ کسی مقام میں داخل ہو اور اس کا معائنہ کرے۔

(۵) (۱) اگر کوئی ذخیرہ دار حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہوسکے گی یا اس پر جرمانہ ہوسکے گا یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔ اور عدالت جو خلاف ورزی کی سماعت کررہی ہو ایسے اجناس خوردنی کو بحق سرکار منضبط کرنے جانے کی تجویز کرے گی جس کے متعلق اطمینان ہو کہ حکم کی خلاف ورزی ہوئی ہے بجز اس کے کہ خاص وجوہات کی بناء پر جن کو قلمبند کیا جائے گا عدالت اس کے خلاف قرار دے۔

(۲) اگر کوئی ذخیرہ دار جس پر تحت فقرہ (۳) اطلاع دینا لازم ہو اپنے مقبوضہ ذخیرہ کے متعلق کوئی غلط اطلاع دے تو اس کی نسبت یہ متصور کیا جائے گا کہ اس نے احکام مندرجہ حکم ہذا کی خلاف ورزی کی۔

(۶) حکم ہذا کا کوئی مضمون ادارہ جات ذیل سے متعلق نہ ہوگا۔

(۱) فوج (۲) محکمہ جامعہ (۳) دواخانے (۴) جیل خانے (۵) اقامت خانے جو تعلیمی اداروں سے متعلق ہوں (۶) یتیم خانے (۷) محتاج خانے اور دیگر ایسے ادارے جن کو صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت اس غرض میں بذریعہ عام یا خاص حکم مستثنی قرار دیں۔

(۷) حکم ہذا کے نافذ ہونے کی تاریخ سے حکم منضبطہ مقداری شائع شدہ بابتہ (۱) و (۲) بابتی ۱۳۵۲ف منسوخ متصور ہوگا۔ (معلومات عامہ)

محاذ برما کی تازہ خبریں

لندن ۲۳ مارچ۔ بی بی سی برطانوی ریڈیو کا نامہ نگار جو برما میں چودھویں فوج کے ساتھ ہے بیان کرتا ہے جاپانی امپھال کی طرف تین طرف سمت یعنی جنوب۔ جنوب مشرق اور شمال مشرق سے بڑھ رہے ہیں۔ کسی جگہ پر سرحد کے پار چھ میل سے آگے بڑھ سکیں گے۔ اور کہیں پر کسی بڑی قوت کے ساتھ سرحد کے پار نہیں ہوسکے ہیں۔ جنوب میں امپھال سے تقریباً سو میل نیچے ہیں کسی قدر پیچھے ٹمناپر اور یہاں ہم مشہور معرکہ آرائی میں مصروف ہیں اس سے ۷۰ میل تا سو کے قریب محاذ کے وسط میں جنگ ہورہی ہے امپھال سے مزید ۷۰ میل شمال اور ۳۰ میل مشرق میں اتحادی دستے ان جاپانیوں سے مقابلہ کررہے ہیں۔ جو مغرب کی طرف بڑھ کر امپھال کو شمال سے آنے والے رسد کی راستہ کی سمت جارہے ہیں۔

لارڈ لوئی ماونٹ بیٹن کے آج کے اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ ریاست منی پور میں جاپانیوں کے خلاف کاروائیاں جاری ہیں۔

ارکان میں دشمن کی مقاومت مانگڈاو جنوب میں اور مایو کی گھاٹی کی دامن کے مغرب میں بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے مشرق میں اتحادیوں نے چھ جاپانی حملے پسپا کردیئے۔ کلادان میں مشرقی افریقی دستوں نے دشمن کی دو میدانی توپیں برباد کردیں اتحادی طیاروں کے حملے بھی جاری ہیں۔

روسیوں کی پیش قدمی جاری ہے

نائسٹر پر بارہ پل قائم کر دیئے

ماسکو ۲۳ مارچ۔ سرخ سپاہ نے کل یکے بعد دیگرے علاقہ میں اڈیسہ سے سو میل اور ایک اہم جرمن مرکز فتح کر لیا جرمنوں نے اس شہر کو بچانے کے لئے جان توڑ کوشش کی لیکن مارشل کونیف نے ان کو دو دن کی شدید معرکہ آرائی کے بعد ہرادیا۔ سرخ سپاہ کے ہراول دستوں نے اس سے آگے بڑھ کر جنوب مشرق میں ۲۵ میل کے فاصلہ پر ایک اور قصبہ بھی فتح کر لیا ہے۔

مارشل کونیف کی اصل سپاہ بسرابیا کے علاقہ کے پار رومانیہ کی سرحد کی سمت بڑھتی جارہی ہے نائسٹر پر بارہ پل قائم کرکے روسی دستے بسرابیا میں میلوں تک گھس گئے ہیں۔ وہ بالٹی کے اہم جنکشن کی سمت بھی جھک رہے ہیں بسرابیا کے شمال کے شمال مغربی سرے پر روسی فوج ہے اور پروسکوروف سے او پرکا سنک پوڈو ولسکی کی طرف بڑھ رہے ہیں ایوان کی پیش قدمی نے اوڈیسہ لووالو ریلوے لائن پر پوڈولسکو روف اور زبول کے جنکشنوں کو خطرے میں ڈال دیا ہے کامنک پوڈولسکی کی اوگر جنوب مشرق میں بھی بچاؤ کر رہا ہے ہوکر ورتیسا اور ہنگری کی سرحدوں کی سمت بڑھ سکیں گے۔ (رائٹر)

انفرادی راتب کارڈ کی تقسیم

گذشتہ مہینہ میں ۱۰۰ ہزار چیلے دینے کے باوجود جو عام طور پر فی صد شہریوں کے لئے کافی ہوتے ہیں عوام میں بڑی بے چینی رہی۔ یہی کہ ان کی پوری ضرورت کا غلہ نہیں ملا اور جو کچھ قلیل مقدار ملی اس کے لئے بڑی زحمت اٹھانی پڑی۔ اس لئے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے فراہم کئے ہوئے جتھاس کی رسد دوں کو احتیاط سے صرف کرنے کی غرض سے پورے شہر میں خاندان واری چٹھیاں تقسیم کی گئی۔ اس سے منشا یہ تھا کہ سرکاری دوکانوں سے عوام غلہ کی صرف اتنی مقدار خریدیں جس کی ان کو ضرورت ہے تاکہ خود غرض شخص اس کو ذخیرہ نہ کرسکیں اور اس کے ساتھ اس بات کا یقین بھی حاصل کرنا تھا کہ غلہ پوری آبادی کو منصفانہ طور پر پہنچ رہا ہے یا نہیں۔ چٹھیوں کی اجرائی کے بعد معلوم ہوا کہ شہر کی تقریباً ۱۰۰ دوکانیں طلب کی تکمیل کے لئے ناکافی ہیں اور فوراً ان میں اضافہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ دو دن میں تقریباً (۲۲۵) راتب بندی کی دوکانیں کھول دی گئیں اس سے عوام کی پریشانی جو فطری ہونے کے علاوہ زیادہ خود غرضوں کے منافع اندوزی کا نتیجہ تھی دور ہوگئی۔ اس پریشانی میں شدت پیدا ہونے کا ایک اور سبب یہ بھی تھا کہ چٹھیاں مہینے کے آغاز میں تقسیم ہوئی تھیں جبکہ وہ لوگ اکثریت مہینہ بھر کا غلہ خرید لیتے ہیں اور چار دن کی مسلسل تعطیلات کی وجہ سے بھی دوکانوں پر بڑا ہجوم ہوا۔

چٹھیاں پورے شہر میں ہر ایک کو پہنچادی گئی ہیں اور چٹھی کا یہ طریقہ کامیابی سے چل رہا ہے۔ البتہ شکایت یہ ہے کہ چاول اچھی قسم کا نہیں ہے اور جوار میں گرد اور کچرا ہے۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن جو چاول اور جوار کی سربراہی کا ذمہ دار ہے ان شکایتوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور امید ہے کہ ان کو بہت جلد رفع کردیا جائے گا۔ اسی دوران میں راتب بندی کی مکمل اسکیم کا نفاذ پیش نظر ہے تاکہ گذشتہ ہفتہ کی طرح پورے شہر میں دوبارہ پریشانی نہ پھیلے۔

انفرادی راتب کارڈ کی تقسیم شروع ہو رہی ہے اور ایک مہینہ میں اس کی تکمیل کا امکان ہے۔ فی الوقت اجناس کی خریدی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ لہٰذا خاندان واری چٹھیوں پر کسی طرح بھی راتب بندی کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

اعلان محکمہ رسد

محکمہ رسد سرکار عالی نے مالک محروسہ کی ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے حساب لگانے کے بعد دو لاکھ بے جو ... دس ہزار ٹن مونگ پھلی کا تیل، ایک لاکھ ... ہزار ٹن مونگ پھلی اور ... دو ہزار ٹن ... کے برآمد کرنے کی اجازت دینے کا تصفیہ کیا ہے

اس طرح کے لئے ہر ضلع کی قابل برآمد فاضلات کا بھی تعین کردیا گیا ہے۔

جو بر آمد کرنے کا اجازت نامہ ایک کمیٹی دے گی جس کے رکن صدر ناظم صاحب محکمہ رسد، فینانشیل اڈوائزر صاحب محکمہ رسد اور مرکزی غذائی مجلس مشاورت کی مجلس عاملہ کے ایک غیر سرکاری رکن ہوں گے۔

مونگ پھلی کی برآمد کا اجازت نامہ تمام اضلاع میں ضلع واری کمیٹیاں دینگی جن کے صدر تعلقدار صاحبان ہوں گے۔ ان کمیٹیوں میں تین غیر سرکاری اراکین ہوں گے جو علی الترتیب سنٹرل کوآپریٹیو بنک، مجلس ضلع و بلدی کمیٹی اور مارکٹ کمیٹی کی نمائندگی کریں گے۔

دالوں کی برآمد کا اجازت نامہ ایک کمیٹی دے گی جس کے اراکین ڈائرکٹر صاحب حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن، فینانشیل اڈوائزر صاحب محکمہ رسد اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے ایک غیر سرکاری ناظم ہوں گے۔

صرف انہی درخواستوں پر غور کیا جائے گا جن کے ساتھ مال کی موجودگی کے بارے میں ضلع کے عہدہ دار وں کا صداقت نامہ ہوگا۔ یہ شرط اس لئے رکھی گئی ہے تاکہ ایسے درمیانی اشخاص کو جو مال نہ رکھنے کے باوجود اجازت نامے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح مال رکھنے والوں کو ان کے جائز نفع سے محروم کرتے ہیں۔

ہنگری کی حکومت ہٹ گئی

جرمنی نے فوجی قبضہ کا اقرار کرلیا

لندن۔ ۲۳ مارچ جرمنوں نے آخر ہنگری پر جرمن افواج کے قبضہ کا اقرار کرلیا ہے۔ لیکن جیسی کہ توقع تھی انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ قبضہ باہمی رضامندی سے کیا گیا ہے کل رات جرمن خبر رساں ایجنسی نے ہنگری کی صورت حال پر ایک بیان نشر کیا۔ جسے ہنگری کی خبر رساں ایجنسی کا شائع کردہ سرکاری اعلامیہ کہا جاتا ہے۔ اس بیان میں بتایا گیا ہے کہ جرمن افواج ہنگری میں اس لئے آئی ہیں تاکہ ایسے بالشوزم کے خلاف اپنی مساعی جنگ تیز کرنے کے لئے امداد دیں۔

ہنگری کی حکومت مستعفی ہوگئی ہے اور ریجنٹ (نائب السلطنت) ایڈمرل ہورتھی نے ہنگری کے سفیر متعینہ برلن کو نئی حکومت ترتیب دینے کا کام سپرد کردیا ہے۔ نیا وزیر اعظم انتہائی نازی نواز ہے۔ سابق وزیر اعظم ڈاکٹر کالے کی طرح وہ وزیر خارجہ کے فرائض بھی انجام دے گا۔ جرمن خبروں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہنگری سے کہا گیا تھا کہ وہ بالشوزم اور روس کے امریکی اور برطانی دوستوں کی سازشوں کے خلاف یورپ کی ترقی پذیر جدوجہد میں اور زیادہ سرگرم حصہ لے۔

دنا کیام کی خبروں میں کہا گیا ہے کہ وہاں کے ہنگری میں فوج اور اس کے پورے سفارتی عملے نے ہنگری کی نئی کٹھ پتلی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے۔ اس سفیر نے سویڈن کے ایک اخباری نمائندے سے کہا۔ "اب یہ ایک کھلا آمریت ہے جس کی بنیاد جرمن افواج کی سنگینوں پر قائم ہے۔"

سوئٹزرلینڈ کے ریڈیو کی خبر ہے کہ ہنگری میں داخل ہوتے ہوئے جرمن افواج کو کئی جگہ مقاومت کا سامنا ہوا۔ (رائٹر)

ہندستان کے لئے پندرہ سالہ تعمیراتی پروگرام

بقیہ سلسلہ صفحہ ۳

روپیہ کی ترغیب ضروری نہیں۔ ہمارے وطن میں بہت لوگ بغیر کسی مالی معاوضہ کے سیاسیات، سماجی زندگی، ادبیات، علمی امداد وغیرہ جیسی پبلک سرگرمیوں میں ایثار کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ روس نے جو اس وقت اپنی تنظیمی قوت کا مظاہرہ کر رہا ہے نہ صرف عوام کو بلکہ تعلیم یافتہ شہریوں کو بھی زبردست قربانی کے لئے تیار کیا ہے۔ پبلک کی خدمت گذاری کو اہتمام کی امید سے رکھا گیا ہے۔ سرمایہ داروں کے ذہن کا یہ بات نہیں سکتی کہ کوئی شخص غیر مالی ترغیب کے کام کرسکتا ہے۔ مختصر یہ کہ عوام کی تائید کے بغیر کوئی اسکیم کامیاب نہیں ہوسکتی۔ (بمبئی کرانیکل)

ہندستانی ادب کا افسانہ نمبر

ابھی پوری آب و تاب کے ساتھ امرداد ۵۳ف میں شائع ہوگا۔ مختصر برابر شہریور تک مکمل جائے گا آپ اپنا معیاری افسانہ یا افسانوی آرٹ کسی پہلو پر خصوصیت کا مضمون جس قدر بھی جلد ہوسکے روانہ فرمائیے

اشتہار دینے والے خاص طور پر توجہ فرمائیں۔

یہ خاص نمبر بہت سی خوبیوں کے ساتھ زیادہ تعداد میں چھپے گا اس لئے آپ اس خاص نمبر میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو کامیاب بنانے کے معلومات بھیجے رکھیے۔

منیجر "ہندستانی ادب" اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن

اشتہار

مرتبہ عدالت صفی تعلقہ کلمنوری واقع ۲۳ اردی بہشت

نمبر مقدمہ ۱۳۵۳ف بہ جلاس ... عبدالباقی منصف تعلقہ کلمنوری

نانا ... سید عبدالغفور وغیرہ

دعوے

تنسیخ دستاویز رہن نامہ

بنام سید عبدالغفور ولد سید حاجی شاہ دوست قوم ... عمر ۳۵ سال پیشہ ... ساکن ... تعلقہ کلمنوری حال مقام ...

سید عبدالرزاق ولد سید حاجی شاہ دوست قوم ... عمر ... سال پیشہ ... وغیرہ ... مشتہر کیا جاتا ہے کہ بنام ... سمن اجرا ہوئے تھے لیکن تم حاضر عدالت نہیں ہوئے۔ لہٰذا بتاریخ مقررہ ۲۳ اردی بہشت ... ۱۰ بجے دن حاضر عدالت کلمنوری ہوکر جواب دہی و پیروی کرو ورنہ غیر حاضری کی صورت میں کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی ... دستخط منصف ...